7 شہری اور شہریت

(Citizen and Citizenship)

سوال: شہریت سے کیا مراد ہے؟ بیان کیجئے کہ شہریت کن طریقوں سے حاصل کی جاتی ہے اور کیسے ضائع کی جاتی ہے؟

☞ شہریت کے حصول کے طریقے بیان کریں۔ (لاہور بورڈ 2013ء)

جواب:

شہریت
(Citizenship)

شہریت سے مراد فرد کی وہ حالت ہے جس کی بنا پر اسے ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے تمام معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں۔ جب ان حقوق کے عوض وہ اپنی ذمہ داریاں اور فرائض ادا کرتا ہے تو علم شہریت اور سیاسیات میں اسے شہریت کہا جاتا ہے جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کو کسی ملک کے حقوق شہریت حاصل ہو گئے ہیں تو اس سے مراد ہے کہ وہ اس ملک کے پورے سماجی، سیاسی اور معاشی نظام کا رکن بن گیا ہے۔

حصول شہریت کے طریقے (Methods to Acquire Citizenship): ہر ریاست میں دو قسم کے شہری پائے جاتے ہیں۔ یعنی حقیقی شہری اور غیر حقیقی شہری۔ حقیقی شہری سے مراد وہ شہری ہے جسے والدین کی شہریت کے باعث وراثت میں حقوق شہریت حاصل ہوئے ہوں جب کہ غیر حقیقی شہری اس ریاست کا پیدائشی شہری نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ریاست کی شہریت ترک کر کے بعض شرائط پوری کرنے کے بعد دوسری ریاست کی شہریت اختیار کر لیتا ہے۔ چونکہ ریاست میں دو طرح کے شہری ہوتے ہیں اس لئے شہریت حاصل کرنے کے بھی دو طریقے ہیں:

(ا) پیدائشی لحاظ سے (ب) حقوق کے لحاظ سے

(ا) پیدائشی لحاظ سے (By Birth Method): یہ طریقہ حقیقی شہریت حاصل کرنے کا ہے اور پیدائشی لحاظ سے شہریت حاصل کرنے میں تین اصول کارفرما ہیں:

1- اصول آبائی حق (Through Parents): اس اصول کے تحت بچے کو اپنے والدین کے ملک کے حقوق شہریت حاصل ہو جاتے ہیں۔ بیشتر یورپی ممالک مثلاً اٹلی، جرمنی، فرانس اور سویڈن وغیرہ میں یہ طریقہ رائج ہے۔ پاکستان میں بھی یہی اصول رائج ہے۔ چنانچہ اگر کسی پاکستانی کے ہاں جرمنی کی سرزمین پر بچہ پیدا ہو تو والدین کی شہریت کی بنا پر بچہ پاکستانی کہلائے گا۔

2- اصول جائے پیدائش (Principle of Place of Birth): اس اصول کے تحت کسی ریاست کا شہری صرف وہی بچہ بنے گا جو اس ریاست کی حدود کے اندر پیدا ہو۔ جن ممالک میں یہ اصول رائج ہے ان کے شہریوں کے ہاں کوئی بچہ غیر ممالک میں پیدا ہو تو وہ بچہ غیر ملکی تصور کیا جائے گا۔ یہ طریقہ ارجنٹائن میں رائج ہے وہ جو بچہ بھی پیدا ہوگا۔ وہاں ارجنٹائن کا شہری تصور ہوگا لیکن ارجنٹائن کے شہریوں کے ہاں جو بچہ غیر ملکی سرزمین میں پیدا ہوگا وہ ارجنٹائن کا شہری نہیں ہوگا۔

3- مخلوط طریقہ (Mixed Method): بعض ممالک شہریت حاصل کرنے کے دونوں اصولوں کو مانتے ہیں۔ مثلاً برطانیہ اور امریکہ میں یہ دونوں اصول رائج ہیں۔ امریکی یا برطانوی والدین کے ہاں جو بچہ بھی غیر ممالک میں پیدا ہو وہ امریکی یا برطانوی شہری تصور کیا جاتا ہے۔ اس طرح جو بچہ امریکہ یا برطانیہ کی حدود میں پیدا ہوا ہو اسے ان ممالک کے حقوق شہریت حاصل ہو جاتے ہیں۔

(ب) حقوق کے لحاظ سے (By Naturalization): شہریت حاصل کرنے کا یہ دوسرا اہم طریقہ ہے اور یہ طریقہ غیر حقیقی

شہریت حاصل کرنے کا ہے جو شخص اپنے ملک کی شہریت ترک کر کے کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کرے اسے غیر حقیقی شہریت کہا جاتا ہے۔اس طریقہ میں جو فرد حقوق شہریت حاصل کرتا ہے اس کو تومیت یافتہ شہری بھی کہتے ہیں۔کسی دوسرے ملک کی شہریت کے لئے حسب ذیل اصول ملحوظ رکھے جاتے ہیں:

1- سکونت (Stay): بعض ممالک میں ایک خاص مدت تک مستقل رہائش پذیر ہونے سے شہریت کے حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔مثلاً امریکہ اور برطانیہ میں پانچ سال تک سکونت حصول شہریت کے لئے ضروری ہے۔

2- شادی (Marriage): اگر کسی غیر ملکی عورت سے شادی کر لی جائے تو اس عورت کو اس کے خاوند کے ملک کی شہریت کے حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔علاوہ ازیں ایک غیر ملکی مرد مقامی عورت سے شادی کرے تو اسے اپنی بیوی کے ملک کے حقوق شہریت حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

3- ملازمت (Service): بعض ممالک میں غیر ملکیوں کو ملازمت بالخصوص سرکاری ملازمت کرنے پر شہریت دے دی جاتی ہے۔

4- جائیداد (Property): بعض ممالک میں غیر سرکاری جائیداد وغیرہ خریدنے پر غیر ملکی وہاں کی شہریت حاصل کرنے کے حقدار بن جاتے ہیں۔

5- کاروبار (Business): بعض ریاستیں غیر ملکیوں کو اپنے ہاں سرمایہ کاری کی سہولتیں فراہم کرتی ہیں اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ایسے لوگ اس ریاست کی شہریت حاصل کرنے کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔

6- الحاق (Affiliation): جب ایک ملک کسی دوسرے ملک کو فتح کرے تو مفتوح ملک کے باشندے فاتح ملک کے شہری بن جاتے ہیں یا پھر دو ممالک کے درمیان کسی سیاسی اتحاد کے ذریعے بھی شہریوں کو دوسرے ملک کے حقوق شہریت حاصل ہوتے ہیں۔

شہریت کا سلب ہو جانا (Loss of Citizenship): شہریت مندرجہ ذیل صورتوں میں سلب ہو جاتی ہے:

1- طویل غیر حاضری (Long Absence): اگر ایک شہری اپنی ریاست سے عرصہ دراز تک غیر حاضر رہتا ہے تو اسے اپنے ملک کی شہریت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

2- غیر ملکی سے شادی (Marriage with Alien): غیر ملکی مرد سے شادی کرنے والی عورت اپنے ملک کی شہریت سے محروم ہو جاتی ہے۔

3- غیر ممالک میں ملازمت (Service in Foreign State): اگر ایک شہری غیر ممالک میں ملازمت بالخصوص سرکاری ملازمت اختیار کر لیتا ہے جب کہ اس کی اپنے ملک کو ضرورت ہے تو اسے شہریت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

4- غیر ملکی اعزاز قبول کرنا (To Accept Award of Alien State): اگر کوئی شہری غیر ممالک سے بالخصوص دشمن ملک سے انعامات اور اعزازات قبول کرتا ہے تو غیر محب وطن حرکت پر شہریت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

5- ملک سے فرار (Desertion from State): بعض افراد حکومت وقت سے چپقلش کے باعث ملک سے فرار ہو جاتے ہیں اور کسی غیر ملک میں سیاسی پناہ حاصل کر لیتے ہیں۔ایسے افراد عام طور پر اپنے ملک کی شہریت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

6- فوج سے فرار (Desertion from Military): اگر کوئی شہری اپنی ملک کی فوج میں ملازم ہو اور بھاگ کر دہ کسی دوسرے ملک میں چلا جائے تو اس کی شہریت ختم ہو جاتی ہے۔

7- سنگین جرائم کا ارتکاب (Act of Serious Crimes): اپنے ملک کے راز کسی دوسرے ملک کو فراہم کرنا سنگین جرم ہے جو غداری کے مترادف ہے۔اس جرم کی پاداش میں اسے شہریت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔

8-الحاق (Affiliation): اگر جنگ کی صورت میں ایک ریاست دوسری ریاست میں ضم ہو جاتی ہے تو مفتوحہ ریاست کے شہریوں کی شہریت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

سوال: اچھے شہری کے اوصاف کیا ہیں؟ اچھی شہریت کے راستے میں کیا رکاوٹیں ہیں اور انہیں کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟

☜ اچھے شہری کی خصوصیات بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2016ء)

جواب: **اچھے شہری کے اوصاف**

(Qualities of a Good Citizen)

لارڈ برائس کے نزدیک اچھے شہری میں تین اوصاف ہونا ضروری ہیں:

1-ذہانت 2-ضبطِ نفس 3-دیانت

لارڈ برائس نے اچھے شہری کی جو خوبیاں بیان کی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور صفات بھی ہونی چاہئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہیں:

1-ذہانت (Intelligence): ذہانت سے یہ مراد ہے کہ شہریوں میں ملکی معاملات اور مسائل کے بارے میں سوچنے سمجھنے کی اہلیت ہونی چاہئے۔ شہریوں کی ریاست کے امور میں شرکت کا تقاضہ ہے کہ شہری ذہین اور باشعور ہوں۔ اپنی حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوں اور اسے کوتاہیوں سے باز رکھنے کے اہل ہوں۔

2-ضبطِ نفس (Self Control): اچھے شہری کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اسے خودغرضی، خود پرستی اور خود بینی جیسی برائیوں سے بالا ہونا چاہئے۔ ہر شہری کو چاہئے کہ ملکی مفادات اور دوسرے اجتماعی مفادات کو ذاتی مفادات پر مقدم رکھے۔ ضبطِ نفس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ فرد کے اندر بردباری اور ایثار کا جذبہ ہونا چاہئے۔ ایک اچھے شہری کو ہر معاملے میں اعتدال اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

3-دیانت (Honesty): شہریوں کا دیانت دار ہونا صاف ستھرے معاشرے کے لئے بے حد ضروری ہے۔ وہ جس پیشہ سے بھی منسلک ہوں اس میں دیانت داری سے کام کرنا چاہئے۔ لہٰذا انہیں ووٹ دیتے وقت، ٹیکسوں کی ادائیگی کے وقت، رائے کا اظہار کرتے وقت اور کاروبار کرتے وقت دیانت دار ہونا چاہئے۔

4-تعلیم (Education): ذہانت اچھے شہری کی بنیادی ضرورت ہے۔ دورِ حاضر میں ملکی اور بین الاقوامی معاملات انتہائی پیچیدہ ہیں، جنہیں پوری طرح سمجھنا عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ لہٰذا ایک شہری اپنے فرائض کو اسی صورت میں ادا کر سکتا ہے۔ جب اس میں ایسے معاملات کو سمجھنے کی اہلیت ہو۔ اس سلسلہ میں تعلیم اس کی مددگار ہوتی ہے۔

5-جرأت مندی (Bravery): ایک جمہوری معاشرہ کے قیام کا تقاضہ ہے کہ تمام شہریوں میں جرأت مندی ہونی چاہئے تاکہ وہ حکومت کے غلط اقدامات کے خلاف سینہ سپر ہو سکیں۔ اس قسم کے جرأت مند اور باشعور شہریوں کی موجودگی میں حکومت ظلم اور استبدادیت کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔

6-صحت (Health): صحت مند جسم ہی صحت مند ذہن کا حامل ہوتا ہے اور صرف تندرست شہری ہی عمدگی سے اپنے فرائض ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا شہریوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر کاربند ہونا چاہئے۔

7-حب الوطنی (Patriotism): اچھے شہری کو اپنے وطن سے محبت ہونا چاہئے اور وہ وطن کے لیے بڑی سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہو۔

8-خوفِ خدا (Fear of God): خوفِ خدا ہو تو تمام برائیوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اگر ہمیں آخرت یاد ہو تو ہم منافقت، ہیرا پھیری اور ظلم کی راہ چھوڑ کر راہِ راست اختیار کر لیں گے۔

اچھی شہریت کے راستے میں رکاوٹیں(Obstacles in the Way of Good Citizenship): اچھی شہریت کے راستے میں مندرجہ ذیل رکاوٹیں ہیں:

1- جہالت (Ignorance): جہالت اعلیٰ شہریت کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جاہل آدمی اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جاہل لوگوں کے اندر وسعت نظر کی کمی ہوتی ہے۔ وہ نہ تو قوم کو درپیش مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے حل کے لئے کوئی ترکیب نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

2- خودغرضی (Selfishness): خودغرضی اور مفاد پرستی شہریت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ اچھا شہری بننے کے لئے ضبط نفس بہت ضروری ہے اور یہ صفت خودغرضی کی ضد ہے۔ اعلیٰ شہری وہ ہے جس کے اندر بے لوث خدمات کا جذبہ موجود ہو۔

3- کاہلی اور سستی (Indolence): کاہلی اور سستی سے مراد شہریوں کی وہ بے حسی ہے جس کے باعث وہ اپنے حقیقی فرائض کی بجا آوری کے سلسلہ میں پہلوتہی کرتے ہیں۔ کوئی قوم محنت اور لگن کے جذبہ کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اگر لوگ مفاد عامہ کے کاموں میں کاہلی کا مظاہرہ کریں تو وہ اچھے شہری نہیں بن سکتے۔

4- غربت اور افلاس (Poverty): غربت اور افلاس انسان کے بیشتر اعلیٰ اوصاف مٹا دیتی ہے۔ مفلسی جہاں بے شمار برائیوں کو جنم دیتی ہے وہاں وہ مفلس افراد کی شخصیت کی نشوونما بھی روک دیتی ہے۔ جب تک شہری معاشی تفکرات سے آزاد نہیں ہوتا اس سے اعلیٰ ترقی کی توقعات نہیں کی جا سکتی۔

5- بددیانتی (Dishonesty): بددیانتی اعلیٰ شہریت کے قیام میں بڑی رکاوٹ ہے۔ ایک صاف ستھرے شہری کے لئے دیانت دار ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد اپنے فرائض امانت داری سے سرانجام نہیں دیتے، ملاوٹ، دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع سے دوسروں کو پریشان کرتے ہیں اور حق داروں کو ناجائز طریقوں سے ان کے حق سے محروم کر دیتے ہیں تو پھر اس قوم کا انجام افسوسناک ہوتا ہے۔

6- اخلاقی پستی (Moral Inferiority): اخلاقی پستی اور گراوٹ اعلیٰ شہریت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ جب لوگوں میں اخلاق کا معیار پست ہو جائے تو یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ قومی معاملات میں بے غرضی، خلوص، دیانت داری، روشن ضمیری اور فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

7- پارٹی بازی (Partism): جمہوری نظام میں لازماً سیاسی پارٹیاں موجود ہوتی ہیں۔ اگر لوگ سیاسی اختلافات کو ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور منافرت پھیلانے کا ذریعہ بنا لیں تو جمہوریت ایک نعمت کے بجائے لعنت بن جاتی ہے۔ اس طرح جماعتی تعصب اور پارٹی بازی شہریت کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

8- مذہب سے فرار (Escape from Religion): دین سچائی اور فلاح کا راستہ ہے اور اس کو ترک کرنے سے ہم ذلت کے گڑھے میں گر جاتے ہیں اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ دین ہمیں زندگی کی اعلیٰ اقدار سے روشناس کراتا ہے اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہم بلند مقام پر فائز ہو سکتے ہیں۔

رکاوٹوں کو دور کرنے کا طریقہ (Method to Remove Hinderences): لارڈ برائس نے اعلیٰ شہریت کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل دو طریقے بتائے ہیں:

1- ریاست اور دستور کے ذریعے 2- اخلاقی طور پر

1- ریاست اور دستور کے ذریعے (Through State and Constitution): اس طریقے سے مراد یہ ہے کہ رکاوٹوں کو دور کرنے کی ذمہ داری ریاست پر ہے۔ معاشرہ کی تعمیر اور افراد کی اصلاح کے لئے خود حکومت کو مختلف قواعد و ضوابط اور اخلاقی اصلاحات نافذ کرنا چاہئیں تا کہ ان پر عمل پیرا ہو کر ان تمام رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔

2- اخلاقی طور پر (Ethical): اخلاقی طریقہ کار سے مراد فرد کی اصلاح ہے تاکہ پورے معاشرے کی اصلاح ہو سکے۔ حکومت کی کوشش صرف اس صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جب افراد اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں اور برائیوں کا قلع قمع کرنا اپنا ملی فرض سمجھیں۔ لوگوں کو رفاہی ادارے قائم کر کے ملک سے غربت، افلاس، جہالت اور فحاشی ختم کرنے کے لئے عملی جدوجہد کرنی چاہئے۔ گروہی اور علاقائی تعصبات سے گریز کرنا ضروری ہے۔ تعمیر سیرت کے سلسلے میں نظام تعلیم کو بھی نئی بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔

3- تعلیم (Education): تعلیم اچھے شہری کی بنیادی ضرورت ہے۔ تعلیم انسان کی ذہانت کو جلا بخشتی ہے اور اس سے انسان میں شعور پیدا ہوتا ہے۔ تعلیم ہی سے اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ جہالت اعلیٰ شہریت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ معاشرے کی تعمیر کے لئے ناخواندگی کو دور کرنا بہت ضروری ہے۔ تعلیم جتنی عام ہوگی معاشرہ اتنا ہی زیادہ خود کفیل اور مستحکم ہوگا۔

4- خود کفالت (Self-Relience): اعلیٰ شہریت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ غربت اور افلاس ہے۔ معاشرتی خرابیوں کی ایک بڑی وجہ افلاس ہے۔ غربت اور افلاس میں پسے ہوئے عوام سے اعلیٰ شہری اوصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر ملک میں بھوک، جہالت اور بیماری ہے تو شہری سے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توقع بے سود ہے۔ اس لئے ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق اور قابلیت کے مطابق روزگار فراہم کرے اور تعلیم، علاج معالجہ اور مکان ہر شہری کو حاصل ہونا چاہئے۔

5- خود اعتمادی (Self-Confidence): اعلیٰ شہریت کے راستے میں ایک اور رکاوٹ احساس کمتری ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ریاست تعلیم اور ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعے شہریوں کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرے۔ اس طرح شہریوں میں خود اعتمادی سے ان کی اپنی اخلاقی اقدار اور ثقافت کو فروغ حاصل ہوگا۔ اور بالآخر ان میں اعلیٰ شہریت کی خوبیاں پیدا ہوں گی۔

6- قومی یک جہتی (National Integration): قومی یک جہتی سے مراد یہ ہے کہ تمام شہری اپنے آپ کو ایک قوم اور ملت سمجھتے ہوں۔ وہ تنگ نظری اور تعصب کا شکار نہ ہوں اور قومی مفاد کے لئے اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرنے کی جرأت رکھتے ہوں۔ جب تک قوم میں وحدت فکر نہ ہو شہریوں کے اندر جذبہ حب الوطنی پیدا نہیں ہو سکتا۔

7- عدل و انصاف (Equity and Justice): ملک میں حق و انصاف کے اصولوں کو فروغ دیا جائے۔ سرکاری محکموں میں سے رشوت اور اقربا پروری جیسی خرابیاں دور کی جائیں اور کارکردگی کے معیار کو بلند کیا جائے۔

8- آزادی (Freedom): ملک میں ہر شہری کو آزادی اور حقوق ملنے چاہئیں کیونکہ معاشرتی اور سیاسی آزادی شہری کی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے بے حد ضروری ہے۔

حقوق و فرائض

(Rights and Duties)

سوال: حقوق کی تعریف کیجئے، نیز حقوق کی مختلف اقسام کی وضاحت کیجئے۔

جواب:

حقوق کا معنی و مفہوم

(Meaning of Rights)

معنی: حقوق "حق" کی جمع ہے۔ حق عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سچائی، دعویٰ، صلہ، حصہ کے ہیں۔ اس کا انگریزی متبادل لفظ Right ہے جس کے معنی سچائی اور باضابطہ ہے یعنی صحیح صورت کا تعین، اعتراف اور نفاذ حق ہے۔

www.downloadclassnotes.com

مفہوم: حقوق افراد کے وہ اہم اختیارات ہیں جن کی بدولت بہتر زندگی گزاری جاسکتی ہے یعنی حقوق کے بغیر فرد اپنی زندگی کی تکمیل نہیں کرسکتا۔ حقوق کے بغیر کوئی فرد بھی اپنی شخصیت کا بہترین اظہار نہیں کرسکتا' کیونکہ اگر معاشرے میں افراد کو حقوق حاصل نہ ہوں تو وہ ہر قسم کی آزادی سے محروم رہتے ہیں۔

حقوق کی تعریف (Definition of Rights): حقوق کی مزید وضاحت کے لیے چند مشہور سیاسی مفکرین کی تعریفیں درج ذیل ہیں:

1-ارسطو (Aristotle): ''حقوق سیاسی ادارے کی بنیاد ہیں اور انصاف کا دارومدار حقوق پر ہوتا ہے۔''

2-وائلڈ (Wild): ''حق بعض امور کو آزادی سے سرانجام دینے کا ایک معقول مطالبہ ہے۔''

3-ایچ۔جے لاسکی (H.J. Laski): ''حقوق معاشرتی زندگی کی وہ شرائط ہیں جن کی عدم موجودگی میں کوئی فرد اپنی شخصیت کی تکمیل نہیں کرسکتا۔''

4-ہوب ہاؤس (Hobhouse):

(i) ''حقوق وہ ہیں جن کی توقع ہم دوسروں سے کرتے ہیں اور دوسرے جن کی توقع ہم سے کرتے ہیں۔''

5-آسٹن (Austin): ''حق انسان کی وہ قوت اور طاقت ہے جس کی مدد سے وہ دوسروں کو صبر و تحمل اور فرائض کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے۔''

6-ٹی۔ایچ گرین (T.H. Green):

(i) ''حقوق معقول زندگی گزارنے اور ہر انسان کی شخصیت کی تعمیر و تکمیل کے لیے ضروری شرائط کا نام ہے۔''

(ii) ''حقوق افراد کی زندگی اور شخصیت کو مکمل کرتے ہیں۔''

7-ہالینڈ (Holland): ''حق فرد کی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے وہ دوسروں کے افعال پر اپنی ذاتی قوت کی بجائے معاشرے کی قوت یا رائے سے اثرانداز ہوتا ہے۔''

7-گلکرائسٹ (Gilchrist): ''حقوق فرد کی اخلاقی نشوونما کے لیے ضروری شرائط کا نام ہیں اور ان کی وجہ سے ہی معاشرہ کی بہتری حاصل ہوتی ہے۔معاشرے سے باہر حقوق کا تصور قائم نہیں کیا جاسکتا۔''

حقوق کی خصوصیات (Characteristics of Rights): مندرجہ بالا تعریفوں کے پیش نظر مندرجہ ذیل باتوں کو بطور خصوصیات حق پیش کرسکتے ہیں۔کیونکہ حق کی تعریف کے بارے میں یہ پہلو زیادہ شدت کے ساتھ نمایاں ہوتے ہیں:

1- حق ایک ایسی طاقت ہے جس کو حکومت خود تسلیم کرتی ہے۔
2- حق فرد کی ایسی قوت ہے جس کو سارا معاشرہ تسلیم کرتا ہے۔
3- حق ہمیشہ افراد کی شخصیت کی تکمیل کا باعث بنتا ہے اور اس کے بغیر تکمیل شخصیت ناممکن ہے۔
4- حق ہمیشہ اچھی زندگی کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے اور جو چیز کسی کی برائی کے لیے استعمال ہوگی وہ حق نہیں ہوسکتی۔
5- حق سے دوسرے افراد کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔گویا حق انسان کی آزادی ہے جو دوسروں کو نقصان نہیں پہنچاتی اور جس چیز سے دوسروں کو نقصان پہنچے وہ حق نہیں ہوسکتا۔
6- حق معاشرے میں ہر ایک کو یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے اور اس میں رنگ و نسل' امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں۔
7- حقوق معاشرہ ہی میں ملتے ہیں اور اس سے باہر ان کا حصول ناممکن ہے۔
8- حقوق تمام افراد کو مساوی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔کسی مخصوص طبقے کو الگ حقوق نہیں دیئے جاسکتے۔اگر ایسا ہو تو وہ مراعات ہوں گی۔

9- حق کا دوسرا رخ فرض ہے۔ حقوق اور فرائض درحقیقت ایک ہی چیز کے دو پہلو اور ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔
10- حق سے شخصیت نکھرتی ہے۔
11- حق سے بہتر زندگی ظہور میں آتی ہے۔
12- حق سب کو یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے۔ حقوق اس وقت حقوق نہیں رہتے جب ہر شخص اپنے اپنے الگ مطالبات رکھتا ہو۔

ہم حقوق کی مذکورہ بالا خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے حقوق کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

''حقوق بہتر زندگی کی ان لازمی شرائط کا نام ہے، جس کی فرد خواہش کرتا ہے۔ معاشرہ اس خواہش کو تسلیم کرتا ہے اور معاشرہ کے تمام ارکان ایسے ہی مطالبات کرتے ہیں جنہیں ہر شخص بخوشی ماننے کے لیے تیار ہوتا ہے، کیونکہ ان مطالبات میں مفاد عامہ کا اظہار ہوتا ہے۔''

حقوق کی اقسام (Kinds of Rights): حقوق کو عام طور پر تین بڑی قسموں اخلاقی حقوق، معاشرتی اور قانونی حقوق میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1- اخلاقی حقوق (Moral Rights): اخلاقی سے مراد وہ اصولی حقوق ہیں جنہیں فرد کا ضمیر تسلیم کرتا ہے۔ ان کا تعلق انسان کے حق و انصاف کے احساسات سے ہے۔ یہ فرد کے چال چلن کے بارے میں ہدایات دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بوڑھے ماں باپ کا حق ہے کہ اولاد ان کی دیکھ بھال کرے۔ ان حقوق کی بذات خود کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی، البتہ اکثر قانونی یا سیاسی حقوق اخلاقی حقوق وفرائض سے اخذ کئے جاتے ہیں۔

2- معاشرتی حقوق (Social Rights): معاشرتی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو معاشرے میں عام طور پر افراد کو حاصل ہوتے ہیں۔ یہ عام طور پر رہن سہن کے متعلق ہوتے ہیں اور رائے عامہ کے سہارے حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ رائے عامہ بدلتی رہتی ہے لہٰذا ان حقوق کی کوئی مخصوص تعداد یا مخصوص صورت نہیں ہوتی۔

3- قانونی یا سیاسی حقوق (Legal or Political Rights): قانونی یا سیاسی حق سے مراد ایسی رعایت یا آزادی ہے جو ریاست نے قانون کے ذریعے افراد کو دوسرے افراد یا گروہوں یا اداروں کے خلاف عطا کیا ہو اور جس کی حفاظت کے لئے ریاست جبر وقوت استعمال کرتی ہے۔ اگر کسی حق کو غصب یا تلف یا مجروح کیا جائے تو ریاست اپنی عدالت اور انتظامی محکموں کے ذریعے غاصب کو سزا دیتی ہے اور حق دار کو اس کا حق دلاتی ہے۔

قانونی یا سیاسی حق اخلاقی اور معاشرتی حقوق کی نسبت ٹھوس اور زیادہ حقیقی ہوتے ہیں۔ یہ دوسرے افراد کی رائے یا ضمیر کے مرہون منت نہیں ہوتے جو کسی وقت بھی بدلے جا سکتے ہیں۔ قانونی حقوق کو صرف قانون میں تبدیلی کر کے یا سرے سے تبدیل کر کے ختم یا محدود کیا جا سکتا ہے۔ یہ عمل ریاست ہی کر سکتی ہے۔

سیاسی یا قانونی حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں:
i- شہری حقوق
ii- سیاسی حقوق، جنہیں انفرادی حقوق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فرد کو حاصل ہوتے ہیں۔

ذیل کے صفحات میں مختلف قسم کے حقوق کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

1- شہری حقوق (Civil Rights):

(i) زندہ رہنے کا حق (Right to Life): یہ وہ حق ہے، جس کے مطابق ہر فرد کو اپنی جان اور جسم کو محفوظ اور سلامت رکھنے کا حق ہوتا ہے۔ یہ بنیادی حق ہے کیونکہ جان اور جسم کی سلامتی اور بقا کے بغیر فرد کا وجود ہی باقی نہیں رہ سکتا۔ اس حق کا مطلب ہے کہ ہر شخص کی جان یا جسم کو کوئی ضرر یا نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور اگر فرد کی جان خطرے میں پڑے تو اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہے۔ جس کے لئے وہ اپنے دشمن پر اتنی کاری ضرب لگا سکتا ہے کہ جتنی اس کی جان بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اس کو جان کا تحفظ کہتے ہیں۔

(ii) حق ملکیت (Ownership Right): حق ملکیت سے مراد ہر فرد کو دولت پیدا کرنے یا آمدنی حاصل کرنے اور اپنی دولت یا آمدنی کو جس طرح چاہے خرچ کرنے کا حق ہے۔ یہ دولت یا آمدنی تجارت، زراعت، صنعت یا دوسرے جائز طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے اور جو دولت یا آمدنی حاصل ہو وہ جس طرح دل چاہے خرچ کی جاسکتی ہے بشرطیکہ کسی دوسرے کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچے۔ حق ملکیت میں یہ بھی شامل ہے کہ مالک اپنی دولت یا آمدنی کو ضائع کردے، فضول خرچ کردے، تحفتاً دے، ہبہ کردے، ورثہ میں دے دے یا رہن رکھ دے یا فروخت کردے۔ اسی کامل اختیار سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اور اس طرح سے حاصل شدہ دولت کو ذاتی ملکیت یا جائیداد کہتے ہیں۔

(iii) حق آزادی اور آزادانہ نقل و حرکت (Right to Liberty and Free Movement): حق آزادی سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ ہر شہری جہاں کہیں چاہے بلا روک ٹوک چلا جائے۔ یہ حق دراصل آزادانہ نقل و حرکت کا حق ہے جس کے مطابق ہر شہری اپنے ملک اور اس سے باہر جہاں چاہے چلا جائے۔ وہ اپنے ملک میں کسی علاقے یا مقام پر آباد ہوسکتا ہے اور کاروبار کرسکتا ہے یا ملازمت اختیار کرسکتا ہے۔ حق آزادی کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اور حکومت کا کوئی حاکم کسی شہری کو قانون اور عدالت کے حکم کے بغیر اپنی حراست یا حبس میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کوئی حاکم کسی کو گرفتار کرکے اپنی حراست میں رکھے مگر اس کے پاس اس کے لئے کوئی قانونی جواز نہ ہو تو اس کی درخواست پر عدالت اس کو رہا کردے گی۔

(iv) حق معاہدہ (Right to Contract): معاہدے کا مطلب دو فریقین میں ہر دو فریق کے فائدے کے لئے سمجھوتا ہے، جس کے تحت دونوں فریقوں پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں مثلاً ہر دو فریق کو معاہدے کی شرائط کو دیانتداری سے پورا کرنا چاہئے۔ حق معاہدہ سے مراد یہ ہے کہ ریاست اور قانون کے مطابق ہر شہری کسی دوسرے شہری یا گروہ کے ساتھ تسلیم شدہ شرائط کے مطابق کوئی کاروبار کرسکتا ہے، جس میں دونوں فریقوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اگر کوئی فریق معاہدے کی اپنی شرائط کو پورا نہیں کرتا تو قانون اس کو جبراً پورا کرنے پر مجبور کرسکتا ہے یا اس کا معاوضہ ادا کرسکتا ہے۔ اگر معاہدے کی تکمیل کا احترام نہ کیا جائے تو ہماری اقتصادی زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ تاہم قانون ایسے معاہدوں کی اجازت نہیں دیتا جو غیر اخلاقی یا خطرناک افعال سے تعلق رکھتے ہیں۔

(v) حق خاندان (Right to Family Life): اب ہم چند ایسے حقوق کا ذکر کریں گے جو فرد کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں حق خاندان شامل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شہری کو حق ہے کہ وہ شادی کرے اور اپنا کنبہ بنائے۔ اس حق میں مرد اور عورت یکساں شامل ہیں؛ جس کے لحاظ سے بیوی کو اپنے شوہر اور شوہر کو اپنی بیوی پر حق حاصل ہوتا ہے۔ حق خاندان میں طلاق اور نان و نفقہ کے حق بھی شامل ہیں۔ والدین کے اپنی اولاد پر اور اولاد کے اپنے والدین پر حق بھی شامل ہیں۔ دراصل اگر یہ حقوق مرد و عورت کی مساوات، آزادی اور حق و انصاف پر مبنی ہوں تو کنبہ اور معاشرہ دونوں کی بھلائی اور ترقی ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے بعض پس ماندہ معاشروں میں حق خاندان کی ساری یا زیادہ مراعات مرد کو حاصل ہوتی ہیں۔ ایسے خاندان غیر انسانیت اور ناانصافی پر قائم ہوتے ہیں اور ملک و قوم اور ریاست کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

(vi) حق تعلیم (Right to Education): اس کے مطابق ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ یہ حق والدین پر ذمہ داری کی صورت میں عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ شہری جس کا یہ حق ہے، عموماً کم سن بچہ ہوتا ہے مگر معاشرہ اور ریاست والدین اور سرپرستوں پر یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد یا لواحقین کو تعلیم دلوائیں۔ دراصل آج کے جمہوری نظام کا دارومدار تعلیم یافتہ، باشعور، مستعد اور فعال شہریوں پر ہے۔ جب تک ان کو تعلیم اور علم نہ حاصل ہوں گے وہ اپنے ذاتی اور نجی کاروبار کے علاوہ ریاست اور معاشرے کے فرائض اور ذمہ داریوں کو بھی کما حقہ سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے ایک مفکر نے کہا ہے:

"ہمارے آقاؤں کو پڑھاؤ۔"

یعنی جمہور کو تعلیم دو۔ تعلیم کی قدر ہمیشہ سے محسوس کی جاتی ہے۔ لاسکی کہتا ہے کہ شہریت سے مراد شہری کا اپنی تعلیم یافتہ عقل و فراست سے مراد عامہ کی خدمت کرنا ہے۔ تعلیم کی اس اہمیت کی بنا پر آج کل ہر ایک ریاست بچے کی تعلیم کو لازمی قرار دے رہی ہے۔

(vii) حق عبادت (Right to Worship): اس حق سے مراد یہ ہے کہ ہر شہری کو اپنے ضمیر اور مذہب کے مطابق عبادت کرنے اور عقیدہ رکھنے کا حق ہے۔ مذہبی عقائد اور عبادت میں سب کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق آزادی حاصل ہے۔ کوئی کسی کے مذہب اور عقائد میں زبردستی

تبدیلی یا جبر نہیں کرسکتا۔ اسلامی اصول ہے:
''مذہب میں کوئی جبر نہیں۔''

(i) شہری آزادیاں (Civil Liberties): اب ہم چند ایسے حقوق کا ذکر کریں گے جن کا شہری کی نجی زندگی کی بجائے اس کی شہری یا سیاسی زندگی سے تعلق ہوتا ہے۔ ان کو اس کے شہری حقوق یا آزادیاں کہتے ہیں۔ ان میں اظہار رائے کی آزادی، اجتماع کی آزادی اور تقریر کے حقوق شامل ہیں۔ یہ حقوق اور آزادیاں دراصل موجودہ جمہوریت میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اکثر و بیشتر ممالک کے آئین میں بنیادی حقوق کے طور پر شامل ہیں۔ اور فرد کی ذاتی، شہری، معاشرتی اور سیاسی زندگی کے لئے ازحد ضروری ہیں۔

(ii) اظہار رائے کی آزادی کا حق (Right to Expression): اس حق سے مراد یہ ہے کہ ہر شہری کو حکومت کی مداخلت یا باز پرس کے بغیر آزادانہ طور پر سوچنے اور اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہری کو اخباروں، کتابوں، رسالوں یا تقریر کرنے کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کا مواقع ملنا چاہئے اور حکومت ان ذرائع اظہار پر کسی قسم کا محاسبہ یا امتناع نہ لگائے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اخبارات کو آزادی حاصل ہو۔ جس کو آزادی پریس کہتے ہیں۔ پریس پر کسی قسم کی سنسر شپ نہ لگائی جائے جس سے اخبارات کی خبروں، تبصروں وغیرہ پر پابندی عائد ہوتی ہو کیونکہ جمہوری نظام شہریوں کی رائے اور مرضی کے مطابق چلتا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی سے جمہوریت کا بول بالا ہوتا ہے۔ اس کے فیصلے عوام کے بحث و مباحثہ اور متفقہ رائے کے مطابق ہوتے ہیں۔ مگر یہ مباحثے اور فیصلے تب ہی جمہوری کہلائے جا سکتے ہیں کہ جب ہر شہری کو آزادانہ طور پر سیاسی مسئلے اور معاملے پر غور و خوض کرنے اور اپنی رائے کے اظہار کے مواقع میسر ہوں۔ تاہم اس حق پر چند پابندیاں ضروری ہوتی ہیں مثلاً اظہار رائے کا حق کسی شہری کو غلط ملط بہتان تراشی اور افترا پردازی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مزید برآں اس حق سے کسی شہری کو فحش خیالات اور حرکات کے اظہار کی اجازت نہیں مل سکتی ہے۔ اس طرح فحش اور مخرب لٹریچر پر بھی پابندی ہوتی ہے۔

(iii) آزادئ تقریر کا حق (Right to Speak): دوسری شہری آزادی کا حق یہ ہے جس کی رو سے ہر شہری آزادانہ طور پر پبلک مقامات پر تقریر کرسکتا ہے۔ یہ حق بھی جمہوریت اور جمہوری بحث و مباحثہ اور فیصلے کے لئے ضروری آزادی ہے۔ مگر اس آزادی پر وہی پابندیاں ہیں جو اظہار رائے پر ہیں یعنی بہتان تراشی اور افترا پردازی فحش تقریر بازی کی کسی شہری کو اجازت نہیں ہوتی۔

(iv) آزادئ اجتماع کا حق (Right to Gathering): یہ حق بھی سابقہ دونوں حقوق سے منسلک ہے۔ اس حق سے مراد یہ ہے کہ شہری کو آزادانہ طور پر تمام ایسے شہریوں سے ملنے جلنے اور منظم تنظیمیں قائم کرنے کا حق ہے، جن سے ان کے مشترکہ حق حاصل ہوسکیں۔ دراصل محض اظہار رائے اور تقریر بیکار حق ہیں۔ اگر ہم خیال شہریوں کو اپنے مشترک خیالات اور مقاصد کو حل کرنے کے لئے ملنے جلنے اور تنظیم قائم کرنے کا حق حاصل نہ ہوتو ان کے اجتماعات کو پر امن طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دینا ہوں گے۔ یہ اجتماعات سیاسی پارٹیاں وغیرہ ہیں۔ اس حق پر بھی چند پابندیاں ہوتی ہیں مثلاً کوئی ایسی پارٹی یا اجتماع منعقد نہیں کیا جاسکتا جو غیر قانونی ہو اور جس میں نقص امن کا خدشہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا اجتماع یا پارٹی قائم کی جاسکتی ہے جس کا مقصد بداخلاقی یا بدتمیزی ہو۔

2- سیاسی حقوق (Political Rights):

(i) سیاسی حقوق (Political Rights): موجودہ جمہوری ریاست میں ہر ایک شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے کہ جس سے وہ اپنا نمائندہ منتخب کرتا ہے۔ یہ نمائندہ مقننہ کا رکن اور حکومت کا جزو بنتا ہے۔ یہ حق نہایت اہم ہے اور اس پر جمہوریت اور شہریت کا انحصار ہے۔ لہٰذا ملک کے آئین کے مطابق وقتاً فوقتاً انتخابات منعقد ہوتے ہیں۔ اس حق کو حاصل کرنے کے لئے چند شرائط ہیں۔ مثلاً بلوغت، عقل سلیم، وغیرہ۔ بعض ریاستیں اس کے استعمال پر چند پابندیاں لگاتی ہیں۔ مثلاً رنگ، نسل، مذہب، جنس وغیرہ مگر ایسی پابندیاں غیر جمہوری ہوتی ہیں۔

(ii) حق انتخاب (Right to Election): ہر شہری کا حق ہے کہ وہ خود بھی مقننہ کی رکنیت کے لیے امیدوار کی حیثیت سے منتخب ہو سکے اور انتخاب میں کھڑا ہو سکے۔ اگر وہ ووٹوں کی اکثریت سے منتخب ہو جائے تو وہ مقننہ کا رکن بن سکتا ہے۔

(iii) حق عہدہ (Right to Service): ہر شہری کا حق ہے کہ وہ موزوں طور پر اہلیت رکھتا ہو تو وہ کسی سرکاری عہدہ پر مقرر ہو سکتا ہے۔ نسل، مذہب یا جنس وغیرہ کے فرق پر کسی کو عہدہ سے محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا ہر شہری کو سرکاری عہدہ حاصل کرنے کا یکساں حق دیا جاتا ہے۔

4- دیگر سیاسی حقوق (Other Political Rights): جدید ریاست کئی اور سیاسی حقوق بھی اپنے شہریوں کو دیتی ہے مثلاً عرضداشت کرنے کا حق اور بیرونی ممالک میں حفاظت اور اعانت کا حق۔

3- بنیادی حقوق (Fundamental Rights):

بنیادی حقوق کا مسئلہ (Issue of Fundamental Rights): اٹھارویں صدی کے آخر میں جب فرانس میں انقلاب آیا تو انقلابی قائدین نے انسانی حقوق کا نعرہ بلند کیا اور "انسان کے حقوق کا اعلان نامہ" شائع کیا۔ فرانسیسی مثال کی تقلید کرتے ہوئے جب زمانہ جدید میں آئین سازی کا رواج شروع ہوا تو یہ ایک اصول بن گیا کہ ایک آئین میں ایک باب حقوق کے بارے میں ہوگا۔ ان حقوق کو جو آئین عطا کرتا ہے عموماً بنیادی حقوق کہتے ہیں۔ عام حقوق اور بنیادی حقوق میں تین فرق ہیں:

1- بنیادی حقوق آئین عطا کرتا ہے جب کہ عام حقوق معمولی قوانین عطا کرتے ہیں۔

2- حقیقی فرق یہ ہے کہ عام حقوق تو عام شہریوں کے خلاف میسر ہوتے ہیں مگر بنیادی حقوق حکومت کے خلاف حاصل ہوتے ہیں۔ اگر حکومت شہری کے بنیادی حقوق کو غصب کرتی ہے یا واپس لیتی ہے تو وہ شہری عدالت سے رجوع کر کے حکومت کے خلاف بھی عدالتی حکم نامہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے حق کو بدستور قائم رکھ سکتا ہے۔ آئین بنیادی قانون ہے، جس میں حکومت کسی قسم کا ردوبدل نہیں کر سکتی۔ آئین کو صرف آئینی طریقے سے بدلا جا سکتا ہے۔ اس طرح آئین بنیادی حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔ اگر قانون ساز اسمبلی میں کسی پارٹی کو اکثریت حاصل ہو تو وہ بھی آئین میں ترمیم کر کے بنیادی حقوق میں کسی قسم کی تبدیلی یا کمی نہیں کر سکتی۔ پس بنیادی حقوق کو وقتی طور پر اکثریتی پارٹی بھی نہیں چھو سکتی۔ اس طرح بنیادی حقوق اکثریت کے ہاتھوں میں بھی محفوظ رہتے ہیں۔

3- ایک بڑا فرق یہ ہے کہ عام حقوق تو صرف اس وقت تک عوام کو حاصل رہتے ہیں جب تک متعلقہ قانون نافذ ہے۔ جب قانون بدل جائے تو وہ حق بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد عدالت ایسے حق کی حفاظت نہیں کرتی، مگر بنیادی حقوق کو عدالت ہمیشہ محفوظ رکھتی ہے۔ اگر مقننہ کوئی ایسا قانون منظور کر دے جو کسی بنیادی حق کو زک پہنچاتا ہو، تو عدالت ایسے قانون کو غیر آئینی اور کالعدم قرار دے کر منسوخ قرار دے دے گی۔ اس طرح عدلیہ بنیادی حقوق کی محافظ بن جاتی ہے۔ پس بنیادی حقوق وقتی طور پر اکثریتی پارٹی اور حکومت کے خلاف محفوظ و مامون ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بنیادی حقوق پاکستان کے موجودہ دستور میں اور اس کے علاوہ امریکی، بھارتی، چینی، روسی اور دیگر دساتیر میں شامل ہیں۔ بنیادی حقوق عام شہریوں اور ایسے گروہوں اور اقلیتوں کے حقوق بھی محفوظ کرتے ہیں جو لسانی، مذہبی، ثقافتی طور پر ملک کی اکثریت سے مختلف ہوتے ہیں۔

اقوام متحدہ کا عالمی منشور برائے انسانی حقوق

(United Nations Declaration of Human Rights)

سوال: اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے منشور کی اہم دفعات بیان کیجئے۔

جواب: **اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا منشور**

(United Nations Declaration of Human Rights)

10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی اعلان یا منشور یا چارٹر کی تصدیق کی اور کہا کہ ہر رکن ملک اپنے

شہریوں کو یہ حقوق دے گا اور ایسے توانین بنائے گا جن میں ان کے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا جائے گا اور ان حقوق سے لوگوں کو آگاہ اور باخبر رکھنے کے لئے اقدامات کرے گا۔

عالمی منشور میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ یہ حقوق انہیں آفاقی انسانی برادری کے اراکین کے طور پر دیئے گئے ہیں۔اس میں کسی رنگ، نسل، مذہب اور جنس کی تفریق و تخصیص نہیں کی گئی۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا کی تمام ریاستوں کے تمام افراد کسی تفریق و تخصیص کے بغیر ان حقوق کے مالک ہیں۔اس اعلان کے مطابق انسانیت کی عزت اور احترام کو سب اقوام کی طرف سے مساویانہ تسلیم کیا گیا ہے۔چارٹر یا عالمی منشور کے مرتب کرنے والوں نے فرض کیا ہے کہ آزادی ہی انصاف اور امن کی بنیاد ہے۔قوموں کے درمیان تعلقات کو بہتر کرنا اشد ضروری ہے اور اس کے لئے انسانی حقوق کا تحفظ ہی بنیاد فراہم کرے گا۔

عالمی منشور برائے انسانی حقوق پر دستخط کرنے والوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے مقاصد کے حصول میں پوری طرح تعاون کریں گے اور پوری دنیا میں بنیادی حقوق اور انسانی آزادی کا احترام کریں گے۔اس اعلان اور شرط کا اطلاق اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنے والے ہر ملک پر ہوتا ہے۔

عالمی منشور برائے انسانی حقوق میں تسلیم کیا گیا ہے کہ عوام حقوق سے تبھی آگاہ ہو سکیں گے جب انہیں ان کا صحیح طور پر علم ہو۔اس لئے ضروری ہے کہ سب ریاستیں ایسے اقدامات کریں کہ عوام کو ان حقوق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل ہو۔وہ مختلف طریقوں سے یہ حقوق حاصل کریں اور مستفیض ہوں اور یہ چیز دنیا میں امن کی بنیاد بنے گی۔

اس اعلان کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کو آزادی اور مساوات حاصل ہے۔اس لئے کہ ان سب کو یہ حقوق مساویانہ بنیاد پر حاصل ہیں اور سب انسانوں سے یکساں طور پر کہا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مساوات کی بنیاد پر تعلقات استوار کریں۔اس اعلان میں مزید وضاحت کر دی گئی ہے کہ کسی ریاست کی بین الاقوامی حیثیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اس ریاست کے شہریوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی اہم دفعات:

(Important Articles of Universal Declaration of Human Rights)

انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق:

-1 تمام انسان پیدائشی لحاظ سے آزاد اور برابر ہیں اور ان سب کے حقوق مساوی ہیں۔وہ رنگ، نسل، جنس، زبان، مذہب، اخلاق اور پیدائش کے امتیاز کے بغیر ان تمام حقوق اور آزادی کے حقدار ہیں جو اس منشور میں درج ہے۔
-2 ہر شخص کو اپنی زندگی، آزادی اور ذات کے تحفظ کا حق حاصل ہوگا۔
-3 غلامی، بیگار اور بردہ فروشی ہر شکل میں ممنوع ہوگی۔
-4 کسی شخص کو غیر انسانی سزا اور جسمانی اذیت نہیں دی جائے گی۔
-5 قانون کی نظر میں سب برابر ہیں، ہر شخص کو قانون کا تحفظ حاصل ہوگا۔
-6 کسی شخص کو بلاوجہ گرفتار، نظر بند یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
-7 ہر شخص کو صفائی عدالت میں پیش کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
-8 ہر شخص کو اس وقت تک بے قصور سمجھا جائے گا جب تک اس پر مقدمہ چلا کر اسے مجرم ثابت نہ کر دیا جائے گا۔
-9 کسی شخص کی نجی زندگی میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔
-10 ہر شخص اپنی ریاست میں آزادانہ نقل و حرکت کر سکے گا۔
-11 ہر شخص کو اپنے ملک سے باہر جانے اور واپس آنے کا حق حاصل ہوگا۔
-12 ہر بالغ فرد کو اپنی مرضی سے شادی کرنے اور خاندان بنانے کا حق حاصل ہوگا۔
-13 ہر شخص کو فکر، عقیدہ، ضمیر اور مذہب کی آزادی حاصل ہوگی۔

-14 ہر شخص کو اپنے معاشرے کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ سائنسی ترقی سے فائدہ اٹھانے میں تمام انسان برابر ہوں گے۔

-15 ہر شخص کو شہریت حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ غیر قانونی طور پر کسی کو شہریت کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکے گا اور نہ ہی شہریت تبدیل کرنے سے روکا جاسکے گا۔

-16 ہر شخص کو تفریح اور آرام کا حق حاصل ہوگا۔

-17 ہر شخص کو بنیادی تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

-18 ہر شخص کو انفرادی طور پر یا دوسروں کے ساتھ ملکر مشترکہ جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے' کسی شخص کو بلاوجہ جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

-19 ہر شخص کو آزادانہ رائے قائم کرنے اور اسے آزادی سے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

-20 ہر شخص کو کسی دوسرے ملک میں سیاسی پناہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔

-21 انجمن سازی اور جلسے منعقد کرنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہوگا۔

-22 ہر شخص اپنی پسند کی سیاسی جماعت کی رکنیت حاصل کر سکے گا۔

-23 ہر شخص اپنی حکومت کی تشکیل اور معاملات میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر شریک ہوسکے گا۔ حکومت عوام کی مرضی سے قائم کی جائے گی اور اس مقصد کے لئے انتخابات کروانے کا بندوبست وقتاً فوقتاً کیا جائے گا۔ یہ انتخابات غیر جانبدارانہ اور خفیہ رائے دہی کے کسی موثر طریقے کے ذریعے منعقد ہوں گے۔

-24 ہر شخص کو کسی بھی سرکاری ملازمت کے حصول کا حق ہوگا۔

-25 ہر شخص کو بنیادی ضروریات زندگی کی ضروریات اور بڑھاپے کے اخراجات کا تحفظ حاصل ہوگا۔

-26 ملازمین کی تنخواہوں میں کٹوتی کے بغیر انہیں مناسب چھٹیاں ملیں گی۔

-27 ہر شخص کا حق ہوگا کہ اسے معقول معیار زندگی حاصل ہو۔

اسلام میں بنیادی انسانی حقوق

سوال: اسلام نے شہریوں کو جو سیاسی اور معاشرتی حقوق دیئے ہیں' ان پر مفصل انداز سے روشنی ڈالئے۔

جواب: اسلام میں بنیادی انسانی حقوق

(Basic Human Rights in Islam)

اسلام نے جو بنیادی انسانی حقوق متعارف کروائے ہیں۔ بلاشک وشبہ آج کے دور کی جدید ریاست بھی اپنے عوام کو وہ حقوق دینے سے قاصر ہے۔ یوں تو برطانوی عوام میگنا کارٹا (Magna Carta) کو انسانی حقوق کا سب سے پہلا چارٹر (Charter) تصور کرتے ہیں' لیکن اگر بالکل غیر جانبداری سے تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ کی اسلامی ریاست میں وہ تمام بنیادی حقوق حاصل تھے جو میگنا کارٹا میں شامل ہیں۔ کیونکہ حضورؐ نے جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی تو اس کے ساتھ ساتھ انسان کے بنیادی حقوق کا مفصل ذکر کیا اور قرآن کی روشنی میں عوام کی فلاح و بہبود کے فیصلے صادر کیئے۔ قرآن پاک وہ عظیم کتاب ہے جو کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ رب ذوالجلال کا پاک کلام ہے' جس کی کوئی نقل نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے برابر کا کوئی کلام لاسکتا ہے۔ اس لئے جب حضورؐ نے اپنی امت کے حقوق ترتیب دیئے تو ان میں قرآن وسنت دونوں کی روح شامل تھی۔ اس لئے ان حقوق سے بہتر اور اعلیٰ نوعیت کے حقوق دنیا کا کوئی چارٹر مرتب کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام نے جو سیاسی' معاشرتی' مذہبی' معاشی اور سماجی حقوق دیئے ہیں وہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی وہی حقوق ہیں۔ سوائے چند ایک حقوق کے' جو دراصل اقلیتوں یا غیر مسلموں کے تحفظ کے لئے ہی ترتیب دیئے گئے ہیں۔

اسلام کے ترتیب شدہ حقوق درج ذیل ہیں:

1- حقوق اللہ (Rights Towards Allah)　　2- حقوق العباد (Rights Towards People)

1- حقوق اللہ (Rights Towards Allah): حقوق اللہ سے مراد وہ حقوق ہیں جو بندے پر اللہ کی طرف سے فرض ہیں یعنی انسان نماز پڑھے، روزے رکھے، زکوٰۃ دے اور استطاعت کے مطابق حج ادا کرے اور قربانی دے وغیرہ وغیرہ۔

2- حقوق العباد (Rights Towards People): حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ دراصل یہ وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی معاشرتی زندگی میں نافذ کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ انہی حقوق کے ذریعے انسان صراط مستقیم پر رہ سکتا ہے اور اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل ہو سکتا ہے۔ ان حقوق کو تفصیل سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(i) تحفظ زندگی (Protection of Life): قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی اس نے گویا پوری انسانیت کی جان بچائی۔''

اس آیت سے انسانی زندگی کی قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے تحفظ کو ریاست کی ایک اہم ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسلامی ریاست کے قوانین کے مطابق انسانی زندگی اس قدر قیمتی ہے کہ قرآن نے انسانی قتل کے بارے میں جو سزا مقرر کی ہے، وہ کچھ اس طرح سے ہے:

''اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان اور ناک کے بدلے ناک اور دانت کے بدلے دانت اور اسی طرح تمام زخموں کے بدلے برابر کا بدلہ۔''

(ii) تحفظ جائیداد (Protection of Property): خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی جائیداد اور جان کے تحفظ کو بہت اہم قرار دیا گیا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:

''خبردار تمہاری زندگیاں اور تمہارے مال اسی طرح تم پر قابل احترام ہیں جس طرح تمہارے لئے آج کا دن قابل احترام ہے۔''

اسلام نے نجی جائیداد کا مکمل حق دیا ہے اور اسی طرح ہر کسی کو اپنی جائیداد کی خرید و فروخت کی بھی مکمل آزادی دی ہے، لیکن اسلام نے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے اور جائیداد پر ناجائز قبضہ کو قابل گرفت قرار دیا ہے۔ حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا

''اور خبردار! تم پر تمہارے بھائی کا مال حرام ہے۔ جب تک تم اس سے اجازت نہ لے لو۔''

جہاں اسلام نے ذاتی جائیداد کا حق دیا ہے وہاں پر وراثت کے عالمگیر قوانین بھی دیئے ہیں تاکہ جائیداد اصلی وارثوں کو منتقل ہو سکے اور یہی وراثتی قوانین ترمیم شدہ شکل میں مغربی جمہوریتوں نے جدید دور میں اپنا رکھے ہیں۔

(iii) معاشی حقوق (Economic Rights): اسلامی ریاست نے اپنے باشندوں کو شاندار معاشی حقوق سے مالا مال کیا ہے اور ایسا معاشی نظام متعارف کروایا ہے جس سے نہ تو کوئی دولت کے ارتکاز کو چند ہاتھوں میں محدود کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کا جائز حق ضبط کر سکتا ہے۔ اسلامی ریاست میں خلیفہ وقت کا اولین فریضہ تھا کہ وہ معاشرے کی معاشی حالت پر کڑی نظر رکھیں تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فرمایا:

''خدا کی قسم اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو قیامت کے روز میں اس کا جوابدہ ہوں گا۔''

اندازہ لگایئے یہ ہے اسلامی ریاست کا لازوال معاشی نظام کہ جس میں انسان تو انسان جانور تک کے معاشی حقوق کا خیال رکھا جا رہا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوڑھوں کے معاشی تحفظ کے لئے فرمایا:

''خدا کی قسم یہ انصاف نہیں کہ ہم انہیں بڑھاپے میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں جن کی جوانی کے دنوں سے ہم

نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہو۔"

حضورؐ فرماتے ہیں:

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔"

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

"اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کیا کرو تا کہ تمہارے مال پاک ہو جائیں۔"

زکوٰۃ کا نظام اسلامی ریاست کا منفرد نظام ہے۔ جس کی وجہ سے ایک غریب آدمی بھی اپنی زندگی کو باعزت طریقے سے گزار سکتا ہے اس سے دولت کی گردش پورے معاشرے میں رہتی ہے اور دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں نہیں رہتا۔

(iv) حق مساوات (Right to Equality): اسلام نے رنگ ونسل، ذات پات اور رتبے کے تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ اسلامی ریاست میں تمام افراد مساوی ہیں۔ حضورؐ نے حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"عربی کو عجمی پر، کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔"

اسلام نے برتری کا صرف ایک معیار قائم کیا ہے اور وہ ہے پرہیزگاری یا تقویٰ۔

سورہ حجرات میں آتا ہے کہ

"تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

(v) مذہبی حقوق (Religious Rights): اسلام میں تمام افراد کو یکساں مذہبی حقوق حاصل ہیں۔ اسلام دنیا میں واحد دین ہے جس میں سب سے زیادہ وسعت نظری پائی جاتی ہے۔ اسلامی ریاست میں تمام باشندوں کو اپنے عقائد کے مطابق اپنے مذہب کی ترویج وتبلیغ کا پورا پورا حق دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان کے معبودوں کو گالی مت دو جو میرے علاوہ کسی اور کو پکارتے ہیں۔"

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کائنات کا خالق جب کسی کے معبود کو گالی دینے سے منع فرما رہا ہے تو پھر عام آدمی کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مذہبی تفرقہ بازی میں پڑے اور ناحق خون بہائے۔

(vi) اظہار رائے کا حق (Right to Express Opinion): اسلام نے معاشرہ کے ہر فرد کو اظہار رائے کا مکمل اختیار دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے آغاز میں ہی کہہ دیا تھا کہ اگر میں صراط مستقیم پر ہوں تو میری پیروی کرنا ورنہ تم پر میری پیروی فرض نہیں ہے۔ اس طرح حضرت عمرؓ سے ایک بدو نے مال غنیمت سے ایک چادر زیادہ لینے کے متعلق سوال کر دیا تھا۔ حالانکہ آپؓ اس وقت خلیفہ وقت تھے لیکن آپ کے بیٹے نے وضاحت کی کہ اس نے اپنی چادر اپنے والد کو دی ہے کیونکہ ان کا جسم مبارک لمبا تھا اور ایک چادر سے نہیں ڈھانپا جا سکتا تھا۔

(vii) سیاسی حقوق (Political Rights): اسلام میں معاشرہ کے افراد کو جو سیاسی حقوق حاصل ہیں وہ جدید ریاست میں بھی حاصل نہیں ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کا سربراہ چننے کے لئے ووٹر کی مخصوص خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح پھر سربراہ مملکت کے لئے بھی بہت ہی اعلیٰ خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جدید ریاست میں ایک عام ان پڑھ جاہل کا ووٹ ایک دانشور کے برابر ہے جبکہ اسلامی ریاست میں ایک دانشور، دیندار آدمی ہی ایک دیندار آدمی کے چناؤ کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ اسلام نے سربراہ مملکت کو تلقین کی ہے کہ وہ ریاست کے معاملات میں مشاورت کے لئے مجلس شوریٰ بنائے اور اپنی مرضی کو دوسروں پر مسلط نہ کرے۔ اسلام میں ہر شخص کو شریعت کے مطابق حکمران بننے کی پوری پوری آزادی حاصل ہے۔ اسی طرح حکومت کی غلط پالیسیوں پر نہ صرف تنقید کا حق حاصل ہے بلکہ ظالم حکومت کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنے کو جہاد کہا گیا ہے۔

(viii) خاندان کا حق (Right to Family): اسلام نے ایک مضبوط اور منظم خاندانی نظام متعارف کروایا ہے۔ اسی وجہ سے آج اسلامی ریاستوں میں خاندانی نظام مغربی ریاستوں سے زیادہ کامیاب اور خوشحال ہے۔ ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف میں خاندان کو خاص مقام حاصل

ہے۔ جو صرف اسلامی ریاست میں ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔ مغربی خاندانی نظام انتشار کا شکار ہے۔ کیونکہ مغربی معاشرہ باہمی تعلقات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا جب کہ اسلامی خاندانی نظام پیار و محبت کے جذبات سے لبریز ہے جس میں بھائی بھائی پر جان نچھاور کرنے پر ہر وقت تیار ہوتا ہے۔

(ix) نکاح کا حق (Right to Marriage): اسلام نے نکاح یا شادی کا حق دے کر اسلامی معاشرے سے فحاشی اور بے حیائی کا خاتمہ کر دیا ہے جب کہ مغربی نظام میں نکاح کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اسی لئے وہاں پر جنسیت اور فحاشی نے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

(x) خواتین کے حقوق (Women Rights): اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے خواتین کو سب سے زیادہ حقوق دیئے ہیں اور یہ حقوق عورت کی عزت و ناموس کے صحیح معنوں میں محافظ ہیں۔ صرف اسلامی قانون ہی ہے جس نے عورت کو وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا اور مرد کو عورت کی کفالت کا ذمہ دار قرار دیا۔ اسلام نے عورت کی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے عورت کو گھر سے بے جا باہر جانے سے روکا ہے۔ جدید مغربی ریاست میں عورتیں گھروں سے بے جا باہر نکلتی ہیں اور اپنی عزت و احترام کو پامال کروالیتی ہیں۔ اسلام ایک عالمگیر دین ہے جس کی ہر بات میں حکمت اور دانائی ہے۔

اسلام نے بیوہ عورت کو دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ ہندو معاشرے میں عورت اپنے خاوند کی موت کے ساتھ جلا کر ستی کر دی جاتی ہے۔

(xi) احتجاج کا حق (Right to Protest): اسلام نے ریاست کے افراد کو اسلامی معاشرے میں حکومت کی غلط پالیسیوں پر احتجاج کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حدود سے نکل جانے والوں کی اطاعت نہ کرو۔"

(xii) شخصی آزادی کا حق (Right to Personal Liberty): اسلام سے قبل غلام رکھنے کا رواج عام تھا لیکن حضورؐ نے نبوت کے فوراً بعد غلامی کے تصور کو ختم کرنے کے لئے انسان کی عظمت کو معاشرے میں عام کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ غلامی کو یکسر معاشرے سے ختم نہیں کیا جا سکتا' اس لئے انہوں نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ریت ڈالی۔ وقت کے ساتھ ساتھ غلامی کا رواج ختم ہو گیا اور سب انسان اسلامی ریاست میں مساوی حیثیت اختیار کر گئے۔

اسلامی ریاست ہر انسان کو آزاد اور اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ کسی ریاستی ادارے یا فرد کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے فرد کی آزادی کو سلب کرے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی آزادی میں مداخلت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسلامی ریاست اس کو سزا دینے کی مجاز ہے۔

(xiii) عزت نفس کا حق (Right to Self-Respect): اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کوئی عدالت کسی شخص کو خواہ مخواہ قید نہیں کر سکتی۔ چونکہ اسلامی ریاست میں تمام افراد یکساں اور مساوی ہیں' اس لئے اسلام نے تہمت اور الزام تراشی کو قابل گرفت اور گناہ کا موجب ٹھہرایا ہے۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے' نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں۔ نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔"

(xiv) مساوی قانون کا حق (Right to Equality Before Law): اسلامی ریاست میں قانون کی حاکمیت صحیح معنوں میں دیکھی جا سکتی ہے کیونکہ اسلامی ریاست میں عام آدمی سے لے کر خلیفۂ وقت تک سب افراد قانون کے آگے مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی امیر کو رتبے کی بنا پر قانون سے بالاتر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ آپؐ نے قریش کی ایک عورت کو چوری کی سزا پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کا حکم دیا تو چند معززین نے آپؐ سے اس کی سزا کو تبدیل کرنے کی سفارش کی۔ آپؐ نے فرمایا:

"خدا کی قسم اس عورت کی جگہ اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی ہوتی تو اس کو بھی اسی سزا کا حکم سناتا۔"

(xv) حق انصاف (Right to Justice): اسلامی ریاست میں عدل وانصاف کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہر شخص کو سستا اور فوری انصاف صرف اور صرف اسلامی ریاست میں حاصل ہوسکتا ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ یہودی کے حق میں کردیا۔ جس پر مسلمان اس یہودی کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا۔ مسلمان کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ کیونکہ کافروں کے حق میں بہت سخت ہیں اس لئے وہ یقیناً فیصلہ میرے حق میں کریں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہودی سے جھگڑے کے متعلق پوچھا تو یہودی نے کہا کہ جھگڑے کا فیصلہ حضورؐ نے میرے حق میں کردیا ہے لیکن یہ شخص اب بھی حضورؐ کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں اور مجھے آپؓ کے پاس فیصلے کے لئے لے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کی بات سن کر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر باہر آئے اور مسلمان کا سر تن سے جدا کردیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ جو شخص حضورؐ کے فیصلے کو نہیں مانتا وہ منافق ہے اور منافق کی سزا موت ہی ہونی چاہئے۔ اسلام میں عدل کے معنی قرآن میں اس طرح بھی آتے ہیں:

> ''جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ۔''

(xvi) نقل وحرکت کا حق (Right of Free Movement): اسلامی ریاست کے باشندوں کو ہر طرف آزادانہ نقل وحرکت کا مکمل اختیار دیا گیا ہے۔ کوئی بھی شخص ہر لحاظ سے ریاست کے ہر گوشے میں حتیٰ کہ ریاست سے باہر بھی اپنی مرضی اور منشا کے مطابق آ جاسکتا ہے۔ اس پر کسی قسم کی پابندی اسلامی ریاست عائد نہیں کرتی۔

(xvii) ہجرت کا حق (Right to Migration): اسلامی ریاست میں تمام باشندوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ کسی جگہ کو اپنے لئے مناسب نہ سمجھیں یا پھر وہاں پر دشمن قابض ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لئے بہت جگہ اور گزر اوقات کے لئے گنجائش پائے گا۔''

افراد ریاست کو اپنے بہتر معاش کے حصول کے لئے بھی ہجرت کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ اسلامی ریاست میں رزق کی تلاش کے لئے شہر شہر گھومنے کو پسند کیا گیا ہے۔

(xviii) گناہ نہ کرنے کا حق (Right to Abstain from Evils): اسلامی ریاست میں ہر فرد کو یہ مکمل طور پر حق حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو گناہوں اور برائیوں سے محفوظ رکھے۔ اگر ریاست کا امیر یا سربراہ فحاشی اور برائیوں کی طرف لے جاتا ہے تو اسلامی نظام اس کی اطاعت کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ریاست امیر کی اطاعت اس وقت تک کرنے کا حکم دیتی ہے جب تک وہ اسلامی شریعت کے مطابق حکم صادر کرے۔

فرائض (Duties)

سوال: فرض کا مفہوم واضح کریں نیز حقوق اور فرائض کے درمیان تعلق بیان کریں۔

جواب: **فرض کا مفہوم (Meaning of Duties)**

فرض یعنی (Duty) ایسا کام یا ذمہ داری ہے جو کسی فرد کو لازمی طور پر ادا کرنا ہوتی ہے۔ اس کا مقصد دوسرے افراد کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے۔ فرض ایک ایسی ذمہ داری ہے جو ہم دوسروں کے لئے سرانجام دیتے ہیں۔ بقول ارسطو ''انسان ایک معاشرتی حیوان'' ہے اور معاشرتی زندگی کا انحصار افراد معاشرہ کے باہمی تعاون پر ہے۔ لہٰذا ایک فرد کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایسے کام کرے جن سے معاشرہ کے دوسرے افراد کو فائدہ پہنچے یا ان کی خوشی اور خوشحالی اور ترقی میں اضافہ ہو۔

فرائض ہمیشہ ''کرو'' ''نہ کرو'' ''مت کرو'' کی شکل میں ہوتے ہیں۔ مثلاً ''سچ بولو'' ''جھوٹ مت بولو'' ''کسی پر عیب نہ لگاؤ'' ''چوری مت کرو'' ''ٹیکس ادا کرو'' وغیرہ وغیرہ۔

اچھی شہریت کا فرائض کی ادائیگی سے گہرا تعلق ہے۔ اس شہری کو اچھا شہری قرار دیا جاتا ہے جو اپنے حقوق کی نسبت اپنے فرائض زیادہ خوش دلی سے انجام دیتا ہے۔ حقوق اور فرائض ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں یعنی یہ دونوں ایک ساتھ وجود رکھتے ہیں اور ایک کا دوسرے کے بغیر تصور نہیں کیا جاسکتا۔ پروفیسر لاسکی کے الفاظ میں:

''جو شخص فرائض ادا نہیں کرتا' وہ اپنے حقوق کے استعمال کا بھی مجاز نہیں۔''

اس حقیقت کو مختلف بیانات میں ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً حقوق اور فرائض کا چولی دامن کا ساتھ ہے یا ہر حق کے ساتھ ایک فرض وابستہ ہوتا ہے یا ہر حق میں ایک فرض پوشیدہ ہوتا ہے وغیرہ۔

ذیل میں ہم حقوق اور فرائض کے باہمی تعلق کا حسب ذیل عنوانات کے تحت جائزہ لیں گے:

1- باہمی لین دین کا تعلق (Relation of Mutual Give and Take): حق وہ توقع ہے جو ہم دوسروں سے کرتے ہیں اور دوسرے اسے تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اسے اس لئے تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں بھی ہم سے ایسی ہی توقع ہوتی ہے۔ اگر ہم دوسروں کی توقع پر پورا نہ اتریں تو وہ بھی ہماری توقعات کے برعکس ثابت ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح دوسرے اپنا فرض ادا کر کے ہمارے حق کے حصول کے لئے سازگار ماحول پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنا فرض ادا کر کے دوسروں کے حق کے حصول میں مدد کریں یعنی حقوق وفرائض کا تعلق باہمی لین دین کا تعلق ہے۔ آپ کا حق میرا فرض ہے اور آپ کا فرض میرا حق ہے۔ اگر اس تعلق کی صحت مندانہ ادائیگی میں کوئی رخنہ پڑ جائے تو شہری زندگی کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔

2- معاشرتی ترقی (Social Development): معاشرتی ترقی اور توازن کا انحصار محض حقوق کے حصول پر نہیں ہوتا بلکہ فرائض کی ادائیگی پر بھی ہوتا ہے۔ اگر معاشرہ کے افراد محض اپنے حقوق کے لئے چیختے چلاتے رہیں اور اپنے فرائض کو نظر انداز کر دیں تو معاشرتی زندگی کا توازن بگڑ جاتا ہے اور ترقی کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ معاشرہ طرح طرح کے معاشرتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ حقوق کا دعویٰ کرنے سے قبل اپنے فرائض کو اچھی طرح بجالانے پر آمادہ ہونے سے معاشرتی زندگی میں توازن کی فضا قائم رہتی ہے۔

3- خوشگوار اور پرامن معاشرتی زندگی (Pleasure and Peaceful Social Life): اپنے حقوق کے شعور کے ساتھ ساتھ فرائض کی ادائیگی سے ہماری معاشرتی زندگی پرامن اور خوشگوار بنتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم ٹریفک کے اصول وضوابط کو خوشدلی سے اپنائیں اور ان کے مطابق عمل کریں تو اس طرح حادثات کی تعداد میں بہت بڑی کمی واقع ہوگی اور سڑکوں پر ہماری زندگی کی حفاظت کی ضمانت فراہم ہوگی۔ اسی طرح اگر ہم باہمی ہمدردی' بھائی چارے' تعاون' دکھ سکھ میں شراکت ایسے فرائض خوش دلی سے اور بھرپور انداز میں سرانجام دیں تو اس سے خوشگوار اور خوشحال معاشرتی زندگی کی بنیاد فراہم ہوگی۔ لہٰذا فرائض کی ادائیگی خوشگوار اور خوشحال معاشرتی زندگی کے لیے بنیادی شرط ہے۔

4- حقوق نما فرائض (Rights Like Duties): ہمارے اکثر حقوق ایسے ہیں جو دیکھنے میں تو حقوق نظر آتے ہیں مگر درحقیقت وہ فرائض ہیں یا ہمارے بعض حقوق ایسے ہیں جو فرائض پر اپنی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان حقوق کا حصول فرد کی ذاتی زندگی اور معاشرتی زندگی' دونوں کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان سے نہ صرف فرائض کا شعور حاصل ہوتا ہے بلکہ ان کی ادائیگی میں ہماری صلاحیتوں کو بھی وسعت اور تقویت ملتی ہے۔ ایسے حقوق کے حصول سے ہم معاشرہ کی احسن طور پر خدمت کرنے کے قابل ہوسکتے ہیں اور ایسے حقوق میں حق تعلیم سرفہرست ہے۔

5- حقوق کا سوچا سمجھا استعمال (Considered Use of Rights): حقوق کا حصول اگر آسان ہے تو اس کے برعکس حقوق کا سوچا سمجھا اور مناسب حدود کے اندر استعمال ایک امر دشوار ہے۔ اس مرحلے پر ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ معاشرے کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے حقوق کو استعمال کرے۔ ان کا استعمال ملک وقوم کے اجتماعی مفاد اور تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شہری محض اپنی ذات کی تعمیر وترقی اور مفاد کو عزیز رکھ کر اپنے حقوق کے حصول کے لئے جائز ناجائز ہر حربہ استعمال کرے تو وہ دراصل معاشرتی زندگی کی جڑوں کو کھوکھلا کرتا ہے۔ اس طرح حقوق کا تصور فوت ہو کر رہ جائے گا۔

فرائض کی اقسام اور شہریوں کے فرائض
(Kinds of Duties and Duties of Citizens)

سوال: فرائض کی اقسام بیان کریں اور چند اہم فرائض کا جائزہ لیں جنہیں شہری کو انجام دینا پڑتا ہے۔
☆ شہریوں کے فرائض بیان کیجئے۔ (فیصل آباد بورڈ 2016ء، 2017ء، گوجرانوالہ بورڈ 2016ء)

جواب: فرائض کی اقسام (Kinds of Duties)

ایک شہری عام طور پر حسب ذیل دو قسم کے فرائض سرانجام دیتا ہے:

i- اخلاقی فرائض (Moral Duties)
ii- قانونی فرائض (Legal Duties)

i- اخلاقی فرائض (Moral Duties): ان فرائض کا تعلق معاشرے سے ہے اور ان پر رسم و رواج، معاشرتی و مذہبی اور اخلاقی اقدار کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ خواتین اور بزرگوں کا احترام کرنا، زخمی یا بیمار کو ہسپتال پہنچانا، بیمار کی عیادت یا تیمارداری کرنا، چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا، والدین اور اساتذہ کرام کا احترام کرنا، حاجت مند کی مدد کرنا وغیرہ فرد کے اخلاقی فرائض میں شامل ہیں۔

ان فرائض کی نوعیت رضا کارانہ ہے۔ انہیں ادا نہ کرنے والے شخص کو ریاست سزا نہیں دیتی۔ البتہ معاشرہ اپنے انداز میں اس پر دباؤ ڈال کر ان کی ادائیگی پر اسے مجبور کر سکتا ہے۔

ii- قانونی فرائض (Legal Duties): شہریوں پر ریاست کی طرف سے عائد کی گئی ذمہ داریوں کو شہری کے قانونی فرائض کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ ریاست انہیں قانون کی صورت میں نافذ کرتی ہے۔ اگر کوئی شہری اپنے قانونی فرائض ادا نہیں کرتا تو ریاست اسے ان کی ادائیگی پر بذریعہ طاقت مجبور کرتی ہے اور اس سلسلہ میں قید اور جرمانہ کی سزا دیتی ہے۔

شہری کے فرائض (Duties of Citizens): علم شہریت شہری کے فرائض کے حوالے سے اپنی زیادہ توجہ شہری کے قانونی فرائض پر دیتا ہے۔ ذیل میں ہم چند عنوانات کے تحت اہم قانونی فرائض کا جائزہ لیں گے:

1- فرائض متعلقہ ذات (Personal Duties): ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ:

1- اپنی زندگی کو معاشرتی اور قانونی اصولوں کے مطابق ڈھالے اور بسر کرے۔
2- اپنے حقوق سے باخبر ہو اور ان سے استفادہ کرے۔
3- اپنے آپ کو ذہنی، جسمانی اور روحانی طور پر بہتر بنائے۔
4- صحت اور تعلیم پر توجہ دے اور اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرے۔
5- نشہ آور اشیا کے استعمال سے اجتناب کرے اور صحت مندانہ سرگرمیوں مثلاً کھیل، ورزش، رفاہی سرگرمیوں میں حصہ لے۔
6- اپنی زندگی اور اس کی سرگرمیوں میں اعتدال سے کام لے۔

2- فرائض متعلقہ دیگر افراد (Duties About Other Men): ایک شہری معاشرہ کے اندر ہی زندہ رہ سکتا ہے اور معاشرہ کے مختلف اداروں میں جو مختلف افراد پر مبنی ہیں، کے رکن کی حیثیت سے اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے یا تعمیر و ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ ان اداروں میں اولین حیثیت خاندان یا کنبہ کی ہے۔ اس کے بعد قبیلہ، شہر، طبقہ، گروپ، سیاسی جماعت اور قوم ہیں۔ ان سب اداروں نے فرد کو تحفظ زندگی دیا ہے اور اس کی روحانی اور مادی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا فرد پر لازم ہے کہ وہ:

-1 معاشرتی اداروں اوران کے اراکین کا احترام ملحوظ رکھے۔
-2 ان اداروں کے رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض بھرپور انداز میں سرانجام دے۔
-3 دوسرے افراد کا احترام کرے' ان کے دکھ سکھ میں شریک ہو اوران کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کرے۔
-4 ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرے۔
-5 شہری سہولتوں کو مناسب حدود میں رہ کر استعمال کرے اور دوسروں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کا موقع دے۔
-6 وعدہ خلافی نہ کرے۔
-7 شہر کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔
-8 پبلک مقامات پر آداب کو ملحوظ رکھے۔

3-فرائض متعلقہ ریاست (Duties About State): ہر شہری کو چاہئے کہ وہ:

-1 اپنی ریاست کا وفادار شہری ہو۔
-2 اپنے ووٹ کو سوچ سمجھ کر صحیح طور پر استعمال کرے۔
-3 حکومت کی طرف سے عائد کردہ ٹیکسوں کو ایمانداری سے اور بروقت ادا کرے۔
-4 ملکی قانون کا احترام کرے اوراس کی اطاعت کرے۔
-5 سرکاری عملے سے تعاون کرے۔
-6 ملک وقوم کے مفادات کے منافی سرگرمیوں کا مرتکب نہ ہو۔
-7 منشیات' سمگلنگ' چور بازاری' ناجائز منافع خوری' ملاوٹ' رشوت خوری' اقربا پروری' اختیارات کے **ناجائز استعمال سے باز رہے۔**
-8 رزق حلال کے حصول میں سرگرم رہے۔
-9 بوقت ضرورت اپنے آپ کو ریاست کے دفاع کے لئے پیش کردے۔

ٹیکسٹ بک کی مکمل حل شدہ آزمائشی مشق

انشائی ...... حصہ دوم

مختصر سوالات وجوابات

سوال(i): **شہری کی تعریف کیجئے۔**

جواب: شہری ایسے باشندے کو کہتے ہیں جو کسی مملکت میں مستقل طور پر رہ رہا ہو اور اسے مملکت کی طرف سے **سیاسی' معاشرتی' معاشی اور دیگر** حقوق حاصل ہوں اور وہ ان حقوق کے بدلے اپنے فرائض بھی ادا کرتا ہو۔

سوال(ii): **شہریت کا مفہوم لکھیے۔**

جواب: شہریت یعنی (Citizenship) فرد کی وہ حیثیت ہے جس کی بنیاد پر وہ اقتصادی' معاشرتی اور سیاسی **حقوق حاصل کرتا ہے اور جب اسے** حقوق ملتے ہیں تو ان کے بدلے وہ اپنے ذمہ داری بھی نبھاتا ہے۔

سوال(iii): **پانچ اخلاقی فرائض بیان کریں۔**

جواب: پانچ اخلاقی فرائض مندرجہ ذیل ہیں:

1-بزرگوں اور خواتین کا احترام — 2-اساتذہ کا احترام
3-بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا — 4-پڑوسیوں کو ضرورت کے وقت مدد دینا

5۔ بیماروں کی تیمارداری کرنا وغیرہ

سوال(iv): دو قانونی فرائض تحریر کریں۔

جواب: دو قانونی فرائض مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تعلیم کا حصول تاکہ صلاحیتوں کی نشوونما ہو 2۔ نشہ آور اشیاء سے پرہیز

سوال(v): حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟

جواب: حقوق العباد سے مراد وہ حقوق ہیں جو دین اسلام نے ایک شخص کے ذمے دوسرے شخص کے حقوق عائد کیے ہیں۔ حقوق العباد میں بالترتیب یہ حقوق شامل ہیں: حقوق والدین، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں اور قرابت داروں کے حقوق وغیرہ۔ اسلام میں حقوق اللہ کی معافی کی تو گنجائش ہے مگر حقوق العباد کی معافی کی قطعاً گنجائش نہیں۔

سوال(vi): شہریوں کے تین معاشی حقوق بیان کیجئے۔

جواب: شہریوں کے تین معاشی حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ روزگار کا حق 2۔ نجی ملکیت کا حق 3۔ جائز کاروبار کا حق

سوال(vii): ہالینڈ نے حقوق کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: ہالینڈ کے مطابق "حق کسی فرد کی اس صلاحیت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے وہ دوسروں کے افعال پر اپنی ذاتی قوت کی بجائے معاشرے کی قوت یا رائے عامہ سے اثر انداز ہوتا ہے۔"

سوال(viii): قومیت یافتہ شہری سے کیا مراد ہے؟

جواب: قومیت یافتہ شہری سے مراد وہ شہری جو کسی ریاست کا پیدائشی شہری نہیں ہوتا، بلکہ وہ درخواست دے کر کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کرتا ہے۔ کسی ملک کا شہری جب کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کرتا ہے تو اسے قومیت یافتہ (Naturalized Citizen) شہری کہتے ہیں۔

سوال(ix): شہری کا موجودہ تصور کیا ہے؟

جواب: موجودہ جدید دور میں ہم ذیل میں شہری کی تعریف سے شہری کے موجودہ تصور کی وضاحت کرتے ہیں۔ "شہری ایسا ہر فرد ہے جو کسی ریاست کے احکام کی پیروی کرتا ہو، سیاسی شعور رکھتا ہو اور ریاست اسے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی حقوق عطا کر رہی ہو نیز وہ اپنی ریاست سے محبت کرتا ہو اور اس کی بہتری کے لئے جذبات رکھتا ہو۔"

سوال(x): شہری میں ضبط نفس کی خوبی جمہوریت کی کامیابی کے لئے بنیادی شرط کیوں ہے؟

جواب: شہری میں ضبط نفس کی خوبی جمہوریت کی کامیابی کے لئے بنیادی شرط ہے۔ لازم ہے کہ ہر شہری اپنی رائے سوچ سمجھ کر اختیار کرے۔ وہ اپنی رائے ترتیب دیتے وقت اپنی ذات اور خاندان پر ریاست اور قوم کے مفادات کو ترجیح دے۔ ضبط نفس کو ہم رواداری کے معنوں میں بھی لے سکتے ہیں۔ رواداری نام ہے دوسروں کے احترام کا، دوسروں کے حقوق اور آرا کے احترام کا۔ اگر شہریوں میں ضبط نفس کا جذبہ نہ ہو تو ملک انتشار کا شکار ہو سکتا ہے۔ ضبط نفس جمہوریت کی کامیابی کی بنیادی شرط ہے۔

﴿حصہ معروضی﴾

II ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ ایسے باشندے کو کیا کہتے ہیں جو کسی مملکت میں مستقل طور پر رہ رہا ہو؟

(الف) فرد (ب) انسان (ج) غیر ملکی (د) شہری ✓

2۔ قدیم یونان میں ریاست کو کیا کہا جاتا تھا؟

(الف) چھوٹی ریاست (ب) ملکی ریاست (ج) شہری ریاست ✓ (د) صوبائی ریاست

3- یونانی دور کے کن لوگوں کو سیاسی و عدالتی معاملات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں تھی؟
(الف) بیمار (ب) بے روزگار (ج) مفلس (د) غلاموں ✓

4- لارڈ برائس نے اچھے شہری کی کتنی خوبیوں کا ذکر کیا ہے؟
(الف) دو (ب) تین ✓ (ج) چار (د) پانچ

5- قوانین کن کے تحفظ اور ترقی کے لئے بنائے جاتے ہیں؟
(الف) دکانداروں (ب) اساتذہ (ج) صنعت کاروں (د) شہریوں ✓

6- کس کے بغیر انسان کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی؟
(الف) علم ✓ (ب) موسیقی (ج) سیاحت (د) دولت

7- بنیادی طور پر کسی ریاست کی شہریت کے حقوق حاصل کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟
(الف) ایک (ب) دو ✓ (ج) تین (د) پانچ

8- محفوظ اور خوشحال زندگی گزارنے کے لئے انسانوں نے کس کو تخلیق کیا ہے؟
(الف) پنچایت (ب) مجلس شوریٰ (ج) ریاست ✓ (د) عدالتی نظام

9- کس کی زندگی اور شخصیت کی تکمیل حقوق سے ہوتی ہے؟
(الف) افراد ✓ (ب) قوم (ج) معاشرے (د) سیاسی رہنما

10- الاسکا کس ملک کی ریاست ہے؟
(الف) ملائیشیا (ب) یونان (ج) امریکہ ✓ (د) برطانیہ

11- شہری کی یہ تعریف کس مشہور یونانی مفکر نے کی ہے؟ ''کسی شہری ریاست کے سیاسی و عدالتی معاملات میں حصہ لینے والے افراد کو شہری کہتے ہیں؟''
(الف) ارسطو ✓ (ب) افلاطون (ج) سقراط (د) ہیگل

12- اچھے شہری کی ایک خوبی ہے:
(الف) ذمہ داری کا احساس ✓ (ب) احساس کمتری (ج) تنگ نظری (د) قانون شکنی

13- برطانیہ میں میگنا کارٹا نام کی ایک دستاویز پر شاہ نے کب دستخط کیے؟
(الف) 1115ء (ب) 1215ء ✓ (ج) 1315ء (د) 1415ء

14- افراد کی زندگی اور شخصیت کی تکمیل حقوق سے ہوتی ہے۔ یہ الفاظ کس مفکر کے ہیں؟
(الف) ہالینڈ (ب) لاسکی (ج) ارسطو (د) ٹی ایچ گرین ✓

15- اقوام متحدہ کب وجود میں آئی؟
(الف) 24 اکتوبر 1939ء (ب) 24 اکتوبر 1941ء (ج) 24 اکتوبر 1945ء ✓ (د) 24 اکتوبر 1949ء

16- بنیادی انسانی حقوق کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے کب انسانی حقوق کے عالمی منشور کی شکل میں منظور کیا؟
(الف) 10 دسمبر 1948ء (ب) 10 دسمبر 1945ء (ج) 10 دسمبر 1943ء (د) 10 دسمبر 1940ء

☆☆☆☆☆

www.downloadclassnotes.com